نصباب/ سلیبس (گرائمر)

قواعد و انشا پردازی (برائے جماعت نہم)

1۔ جملے کے اجزائے ترکیبی کی تعریف کرنا

2۔ جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ میں امتیاز کرنا

3۔ ذُو معنی الفاظ کا استعمال

4۔ علم بیان کی بنیادی اصطلاحوں مثلاً تشبیہ، استعارہ، کنایہ، مجاز مرسل کی تعریف

5۔ شعری اصطلاحات (مصرع، شعر، بند، مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف) کی تعریف

6۔ مبتدا اور خبر کا فرق اور آگاہی

7۔ روزمرہ اور محاورے کے لحاظ سے غلط فقرات کی درستی

8۔ مختلف اصناف سخن میں امتیاز

9۔ مختلف اندازِ بیان (ادبی، صحافتی، دفتری، قانونی، تکنیکی) میں امتیاز کرنا

10۔ مرکب ناقص اور مرکب تام میں فرق:

11۔ مکالمہ / روداد نویسی

12۔ خط (رسمی اور غیر رسمی):

جملے کے اجزائے ترکیبی

جملہ اسمیّہ: وہ جملہ جس میں مسند اور مسند الیہ دونوں اسم ہوں۔ مثلاً اسلم شریف ہے۔ اس جملے میں "شریف" اسم صفت مسند اور "اسلم" مسند الیہ ہے۔

جملہ اسمیّہ کے اجزا: 1۔ اسم یا بتدا۔ 2۔ متعلق خبر۔
3۔ خبر۔ 4۔ فعل ناقص۔

جیسے احسن دفتر میں موجود ہے۔ اس جملے میں "احسن" اسم یا بتدا ہے۔ اور "دفتر میں" متعلق خبر ہے۔ موجود "خبر" ہے فعل ناقص ہے۔

جملے کے اجزاء کو علیحدہ علیحدہ کرنا اور ان کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنا ترکیب نحوی کہلاتا ہے۔

جملہ اسمیہ کی ترکیب نحوی: احسن دفتر میں موجود ہے۔

احسن ---------- اسم یا بتدا
دفتر ----------- اسم مجرور
میں ----------- حرف جار متعلق خبر
موجود ---------- خبر
ہے ---------- فعل ناقص

سادہ جملہ فعلیہ کی ترکیب

جملہ فعلیہ خبریہ: وہ جملہ جس میں مسند فعل ہو اور مسندالیہ اسم ہو جیسے: اسلم نے قلم سے خط لکھا۔ اس جملے میں "لکھا" مسند فعل ہے "اسلم" مسندالیہ ہے۔

جملہ فعلیہ کے اجزا: 1۔ فعل 2۔ فاعل 3۔ مفعول 4۔ متعلق فعل

مثلاً: اسلم نے قلم سے خط لکھا۔

اس جملے میں لکھا "فعل" ہے۔ اسلم "فاعل" خط "مفعول" اور قلم سے "متعلق فعل" ہے۔

ترکیبِ نحوی

جملے کے اجزاء کو الگ الگ کرنا اور ان کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنا ترکیبِ نحوی کہلاتا ہے۔

"ثمینہ نے تصویر بنائی ہے" کی ترکیبِ نحوی لکھیں۔

ثمینہ ------ فاعل نے --------- علامتِ فاعل
تصویر ------ مفعول بنائی ------- فعل

جملے کے اجزائے ترکیبی

جملے کے اجزائے ترکیبی: جملہ الفاظ کے ایسے مجموعے کا نام ہے، جس سے بات پورے طور پر سمجھ آجائے۔ ہر جملے کے دو حصے ہوتے ہیں، جن کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس تعلق کو قواعد میں اسناد کہتے ہیں۔

جس شخص یا چیز کی نسبت یا تعلق ہو اسے مسند اور جس کے ساتھ تعلق یا نسبت ہوا اسے مسند الیہ کہتے ہیں۔

مسند ہمیشہ اسم (نام) ہوتا ہے۔ مسند کبھی اسم اور کبھی فعل ہوتا ہے۔

مثالیں: (الف) نور دوڑ (ب) فرید عقل مند ہے۔

پہلے جملے میں مسند الیہ (نور) اسم ہے جب کہ مسند (دوڑ) فعل۔ دوسرے جملے میں مسند الیہ (فرید) اسم ہے اور مسند (عقل مند) بھی اسم ہے۔

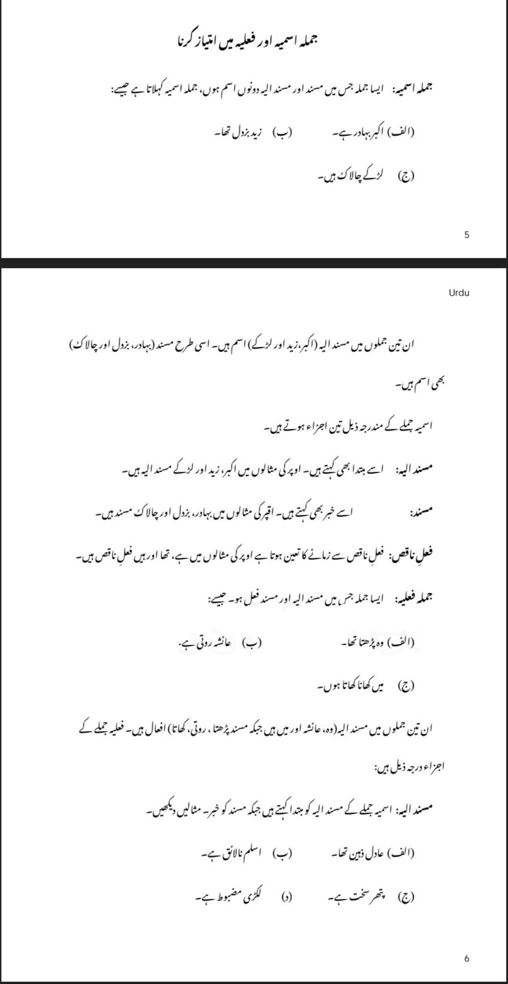

جملہ اسمیہ اور فعلیہ میں امتیاز کرنا

جملہ اسمیہ: ایسا جملہ جس میں مسند اور مسند الیہ دونوں اسم ہوں، جملہ اسمیہ کہلاتا ہے جیسے:

(الف) اکبر بہادر ہے۔ (ب) زید بزدل تھا۔

(ج) لڑکے چالاک ہیں۔

ان تین جملوں میں مسند الیہ (اکبر، زید اور لڑکے) اسم ہیں۔ اسی طرح مسند (بہادر، بزدل اور چالاک) بھی اسم ہیں۔

اسمیہ جملے کے مندرجہ ذیل تین اجزاء ہوتے ہیں۔

مسند الیہ: اسے بتدا بھی کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں اکبر، زید اور لڑکے مسند الیہ ہیں۔

مسند: اسے خبر بھی کہتے ہیں۔ اقپر کی مثالوں میں بہادر، بزدل اور چالاک مسند ہیں۔

فعلِ ناقص: فعلِ ناقص سے زمانے کا تعین ہوتا ہے اوپر کی مثالوں میں ہے، تھا اور ہیں فعلِ ناقص ہیں۔

جملہ فعلیہ: ایسا جملہ جس میں مسند الیہ اور مسند فعل ہو۔ جیسے:

(الف) وہ پڑھتا تھا۔ (ب) عائشہ روتی ہے۔

(ج) میں کھانا کھاتا ہوں۔

ان تین جملوں میں مسند الیہ(وہ، عائشہ اور میں ہیں جبکہ مسند پڑھتا، روتی، کھاتا) افعال ہیں۔ فعلیہ جملے کے اجزاء درجہ ذیل ہیں:

مسند الیہ: اسمیہ جملے کے مسند الیہ کو بتدا کہتے ہیں جبکہ مسند کو خبر۔ مثالیں دیکھیں۔

(الف) عادل ذہین تھا۔ (ب) اسلم نالائق ہے۔

(ج) پتھر سخت ہے۔ (د) لکڑی مضبوط ہے۔

ان مثالوں میں عادل، اسلم، پتھر اور لکڑی بتدا ہیں۔ جبکہ ذہین، نالائق، سخت اور مضبوط (مسند) خبر۔

ذُو معنی الفاظ

ذُو معنی الفاظ: کچھ الفاظ ذُو معنی ہوتے ہیں۔ یعنی ایسے الفاظ جن کے دو مفہوم ہوں مثلاً

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تکرار	1۔ جھگڑا 2۔ بار بار	عرض	1۔ گزارش 2۔ چوڑائی
مطلع	1۔ غزل اور قصیدے کا پہلا شعر 2۔ طلوع ہونے کی جگہ	آب	1۔ پانی 2۔ چمک
قلم	1۔ صفائی 2۔ لکھنے کا آلہ	کان	1۔ پودے کی شاخ 2۔ عضو
چاہ	1۔ معدن 2۔ کنواں	مہر	1۔ سورج 2۔ محبت
گزر	1۔ گزرنا 2۔ گزر اوقات	لگن	1۔ برتن 2۔ لگاؤ۔ محبت
مد	1۔ دریا کا چڑھاؤ 2۔ حساب کا صیغہ	گلستان	1۔ باغ 2۔ سعدی کی کتاب
عرض	1۔ چوڑائی 2۔ التماس	آہنگ	1۔ ارادہ 2۔ آواز

تال	1۔ تالاب 2۔ وزن	بار	1۔ بوجھ 2۔ دفعہ۔ باری
بولی	1۔ زبان 2۔ نیلامی	بری	1۔ باک 2۔ خشکی
بونا	1۔ لگانا 2۔ چھوٹا	رقم	1۔ روپیہ 2۔ لکھنا

شرع	1۔ تشریح 2۔ قانون	شملہ	1۔ مقام 2۔ پگڑی
عالم	1۔ فاضل 2۔ دنیا	مور	1۔ طاؤس 2۔ چیونٹی
میل	1۔ گندگی 2۔ ملاپ	مثال	1۔ مثل 2۔ طرح
مسلم	1۔ مسلمان 2۔ پکا	ملکہ	1۔ مہارت 2۔ بیگم
نفس	1۔ خواہش 2۔ سانس	وید	1۔ حکیم 2۔ کتاب
ہار	1۔ مالا 2۔ شکست	اجل	1۔ موت 2۔ بزرگ

علم بیان کی بنیادی اصطلاحوں مثلاً تشبیہ، استعارہ، کنایہ، مجاز مرسل کی تعریف

تشبیہ

تشبیہ: کسی ایک چیز کو کسی مشترکہ خوبی یا برائی کی وجہ سے کسی دوسری چیز جیسا قرار دینا "تشبیہ" کہلاتا ہے۔

تشبیہ کی مثالیں:

زید حاتم کی طرح سخی ہے۔ بکر شیر جیسا بہادر ہے۔

شمیم طوطے کی مانند رٹتا ہے۔ مجید کوے کی طرح سیانا ہے۔

آپ نے دیکھ لیا کہ "سخاوت" کی وجہ سے "زید" کو حاتم سے مشابہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح شیر بڑا بہادر اور دلیر ہوتا ہے۔ بکر کی بہادری کی تعریف میں اسے شیر کی مانند کہا گیا ہے۔

رٹنے میں طوطے اور سیان پن میں کوے کو شہرت اور امتیاز حاصل ہے۔ جب کسی طالب علم کی رٹنے کی صفت کو اجاگر کرنا ہو یا کسی کے سیان پن کی تصویر دکھانا ہو طوطے اور کوے کی مثال سے کام لیتے ہیں۔

تشبیہ کی مثالیں:

(الف) اس کے دانت موتیوں کی طرح سفید ہیں۔ (ب) اس کے لب پھول کی طرح نازک ہیں۔

(ج) اس کا دل پتھر کی طرح سخت ہے۔ (د) اس کا قد سرو کی طرح لمبا ہے۔

(ہ) وہ لومڑی کی طرح چالاک ہے۔

ان مثالوں میں دانت، لب، دل، قد اور وہ (کوئی شخص) مشبہ ہیں جبکہ موتی، پھول، پتھر، سرو اور لومڑی مشبہ بہ۔ ان مثالوں میں بالترتیب سفیدی، نازکی، سختی، لمبائی اورچالاکی تشبیہ کی وجوہات یا وجۂ شبہ کی مثالیں ہیں۔

حرفِ تشبیہ ایسے لفظ یا الفاظ کو کہتے ہیں جو مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان رابطہ کرتے ہیں جیسے:

کی مانند، کی طرح، کی صورت، جیسا، سا، وغیرہ۔ غرضِ تشبیہ سے مراد وہ مقصد یا سبب ہے جس کے لیے تشبیہ کا سہارا لیا گیا ہے۔

تشبیہ کے اجزاء:

تشبیہ میں چار جز ہوتے ہیں:

(1) مشبہ (2) مشبہ بہ (3) وجہ شبہ (4) حرف تشبیہ

مشبہ: جسے تشبیہ دیں ---------- زید

مشبہ بہ: جس سے تشبیہ دیں ------- حاتم

وجہ شبہ: وہ صفت جس کی بنا پر تشبیہ دی جائے۔ عام طور سے مشبہ بہ اس مخصوص صفت میں اتنا مشہور ہوتا ہے کہ سب کو معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے دوسری چیز یعنی مشبہ کو اس کے مانند بتا کر مشبہ کی ایک خاص صفت کو نمایاں کیا جاتا ہے۔

حرف تشبیہ: وہ کلمہ یا کلمات جو مشبہ اور مشبہ بہ کو ملائیں جیسے: مانند کی طرح "بچہ چاند جیسا خوبصورت ہے" اس فقرے میں

بچہ	مشبہ	چاند	مشبہ بہ	جیسا	حرف تشبیہ	خوبصورتی	وجہ شبہ ہے

"کیا خوبصورت بچہ ہے، چہرہ چاند کی طرح گول اور چمکدار، گال گلاب جیسے سرخ، ہونٹ پنکھڑی کی مانند نازک۔"

ایک عبارت میں کئی مشبہ اور مشبہ بہ جمع ہو گئے ہیں۔

استعارہ

استعارہ:

استعارہ کے لغوی معنی ادھار لینا کے ہیں علم بیان کی اصطلاح میں کسی چیز کے معنی عاریتاً یا مستعار لے کر دوسری چیز کے لیے استعمال کرنا، استعارہ کہلاتا ہے۔ ان دونوں میں تشبیہ کا تعلق ضروری ہے۔ استعارہ میں پہلی چیز کو "مستعار لہ"، (جس کے لیے کوئی معنی ادھار لیا جائے)، دوسری چیز کو مستعار منہ، (جس کے معنی ادھار لیا جائے) اور دونوں کے درمیان مشترکہ صفت کو وجۂ جامع کہا جاتا ہے۔ استعارے میں مستعار لہ، کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کی جگہ پر مستعار منہ، آتا ہے۔ مستعار منہ، اپنے حقیقی معنی نہیں دیتا، بلکہ مستعار لہ، کے معنی دیتا ہے۔ استعارے کی مندرجہ ذیل مثالیں دیکھیں:

(الف) ماں نے کہا: میرا چاند سو رہا ہے۔

(ب) اس کی پلکوں پر ستارے چمک رہے ہیں۔

(ج) پاکستانی شیروں نے بھارتی گیدڑوں کو بھگا دیا۔

(د) عرب کا چاند طلوع ہوا تو کفر کے اندھیرے چھٹ گئے۔

(ہ) پنڈی ایکسپریس نے سارے کھلاڑیوں کے چھکے چھڑا دیے۔

پہلی مثال میں چاند مستعار منہ، ہے جو بیٹے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ دوسری مثال میں ستارے کا لفظ آنسوؤں کے لیے آیا ہے۔ تیسری مثال میں پاکستانی شیر سے پاکستانی فوجی اور بھارتی گیدڑ سے بھارت کے فوجی مراد ہیں۔ چوتھی مثال میں عرب کا چاند (مستعار منہ) حضور ﷺ کے لئے مستعار لیا گیا ہے۔ آخری مثال میں پنڈی ایکسپریس پاکستان کے تیز رفتار باؤلر شعیب اختر کے لیے مستعار ہے۔ استعارے کے استعمال سے بیان میں خوبصورتی اور دلکشی پیدا ہوجاتی ہے۔

استعارہ: لغت میں عاریتاً لینے اور کچھ دیر کے لئے مانگ لینے کو کہتے ہیں۔ یعنی ہم نے لفظ "شیر" کو عباس کے لیے اور لفظ "چاند" کو بیٹے کے لیے عاریتاً لے لیا۔

استعارے کی تعریف: کسی ایک چیز کو کسی مشترکہ خوبی، برائی یا نقص کی وجہ سے بعینہ دوسری چیز قرار دے دینا "استعارہ" کہلاتا ہے جیسے: بہادر کو شیر۔ بزدل کو گیدڑ۔ شریر لڑکے کو شیطان کہنا۔

کنایہ

کنایہ:

کنایہ کے لغوی معنی چھپی ہوئی بات کرنے کے ہیں اصطلاح میں کنایہ ایسے لفظ یا لفظوں کے مجموع کو کہا جاتا ہے جو مجازی یا غیر حقیقی معنوں کے لیے استعمال کیے جائیں کنایہ کے مجازی معنی لغوی معنی سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتے ہیں مگر یہ تعلق تشبیہ کا نہیں ہوتا۔ کنایہ کی چند مثالیں دیکھیں:

(الف) اس کو کالے نے کاٹا۔ کالا یہاں سانپ کا کنایہ ہے۔

(ب) بیٹے کو عرصے بعد دیکھ کر ماں کا کلیجہ ٹھنڈا ہوا۔ کلیجہ ٹھنڈا ہونا یہاں کنایہ ہے خوشی اور راحت کے لئے۔

(ج) اپنے سفید بالوں کا کچھ خیال کرو۔ سفید بال یہاں بڑھاپے کے لئے کنایہ ہیں۔

(د) جب سے چولہا ٹھنڈا ہوا، کسی رشتے دار نے خبر نہ لی۔ چولہا ٹھنڈا ہونا غربت کے لیے کنایہ ہے۔

(ہ) وہ بڑا تنگ دل ہے۔ تنگ دل، گھٹیا اور کنجوس آدمی کے لیے کنایہ ہے۔

کنایہ: ایک لفظ کو طرح طرح استعمال کرتے ہیں، اس سے رنگارنگ خوبیاں پیدا ہوتی ہیں تشبیہ، مجاز اور استعارہ میں اس کے کچھ نمونے آپ نے دیکھ لیے۔ لفظ کے استعمال کا ایک اور رُخ دیکھیے:

شتر بے مہار: زبان دراز۔ بیہودہ باتیں کرنے والا۔

پیٹ کا ہلکا: راز کی بات کہہ دینے والا۔

مذکورہ بالا کلمات کنایہ ہیں۔" شتر بے مہار" اور"پیٹ کا ہلکا"۔ شتر بے مہار کا معنی ہے۔" وہ اونٹ جس کی نکیل نہ ہو"۔ دوسرے مرکب کا معنی ہے۔"پتلے اور ہلکے پیٹ والا آدمی" لیکن جب ان کلمات سے ایسے معانی مراد لیے جائیں جو ان کے اصل معنوں کے لیے لازمی یا صفاتی ہیں تو اس لفظ یا کلمے یا مرکب کو کنایہ کہیں گے۔ جب اونٹ کے نکیل نہ ہوگی تو لازماً وہ بلبلاتا پھرے گا۔ ہلکے پیٹ کی لازمی صفت یہ ہوگی کہ کوئی چیز اس میں نہ ٹھہرے گی۔ علم بیان کی یہ بہت اچھی صفت ہے۔ جس سے بیان میں لطف پیدا ہوتا ہے اور بات واضح طور پر بیان بھی نہیں ہوتی۔

کنایہ کے معانی ہیں اشارے سے بات کہنا اور کنایہ کی تعریف ہے: "کسی لفظ سے ایسی بات مراد لینا جو اس کے معنوں کو لازم ہو۔ "

مجاز مرسل کی تعریف

مجاز مرسل کی تعریف:

اگر کسی لفظ کو حقیقی یا لغوی معنی کے بجائے غیر حقیقی یا مرادی معنوں میں استعمال کیا جائے اور حقیقی و مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق نہ ہو مگر کوئی تعلق ضرور ہو، اسے مجاز مرسل کہا جاتا ہے۔ مجاز مرسل کی کئی صورتیں ہیں، جیسے:

1۔ جُز کَہ کر کُل مراد لینا۔ مثال: اس نے کانوں میں انگلیاں دے لیں یہاں انگلیاں مجاز مرسل ہے کیونکہ کانوں میں پوریں انگلی کا کچھ حصہ دیا جاتا ہے پوری انگلی نہیں دی جاتی ہے۔

2۔ کُل کَہ کر جُز مراد لینا۔ مثال: میں پاکستان میں رہتا ہوں یہاں پاکستان مجاز مرسل ہے کیونکہ میرا گھر پاکستان کے کسی ایک شہر کے کسی ایک محلے میں ہے پورے پاکستان میں نہیں۔

3۔ مظروف کَہ کر ظرف مراد لینا۔ مثال: چائے چولہے پر دھری ہے چائے چولہے پر نہیں دھری جاتی بلکہ پتیلی یا دیگچی دھری جاتی ہے، جس میں چائے بنتی ہے۔

5۔ سبب کَہ کر مسبب (نتیجہ) مراد لینا۔ مثال: آج بادل خوب برسا۔ بادل نہیں برستا بلکہ بارش برستی ہے بادل سبب ہے اور بارش مسبب ہے۔

6۔ مسبب (نتیجہ) کَہ کر سبب مراد لینا۔ مثال: افسوس ! اس کے ہاتھ سے سب کچھ نکل گیا۔ ہاتھ مسبب ہے اور اقتدار یا حکمرانی سبب ہے ہاتھ سے نکل گیا یعنی اب حکومت یا اقتدار نہیں رہا۔

مجاز مرسل کی تعریف: وہ لفظ جس کے مجازی معنی مراد ہوں مگر حقیقی اور مراد معنوں میں تشبیہ کا تعلق نہ ہو۔ لفظ جب پہلے معنوں میں استعمال ہو تو یہ استعمال "حقیقت" کہلاتا ہے اور جب دوسرے معنوں میں استعمال ہو تو "مجاز" ہے۔

(۱) یونین کی صدارت تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچتا۔ (2) ہم آپ کی چشم عنایت کے محتاج ہیں۔

(3) ایک گلاس ہمیں بھی دیجئے۔

ہاتھ:	جسم کا ایک جزو (حقیقی معنے)	قدرت و امکان (مجازی معنے)
چشم:	آنکھ (حقیقت)	توجہ (مجاز)
گلاس:	ایک برتن کا نام (حقیقت)	پانی (مجاز)

کلمات کا یہ استعمال "مجازِ مرسل" ہے۔

شعری اصطلاحات (مصرع، شعر، بند، مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف) کی تعریف

مصرع: شعر کی ایک سطر مصرع کہلاتی ہے۔ ایک شعر میں دو مصرعے ہوتے ہیں پہلے مصرعے کو مصرع اولی اور دوسرے کو مصرع ثانی کہتے ہیں۔

شعر: کلام جو مقررہ اوزان اور بحروں میں لکھا جاتا ہے۔ جبکہ نثر میں وزن اور بحر نہیں ہوتی۔ شعر شاعری کا لازمی جز ہے۔

بند: دو اشعار کا مجموعہ ایک بند ہوتا ہے۔ بند میں تمام مفہوم و معانی، مقصد اور بیان پورا ہوجاتا ہے۔

غزل: لغت میں غزل کے معنی "عورتوں سے باتیں کرنا" (سخن با زنان گفتن) یا عورتوں کی باتیں کرنا (سخن از زنان گفتن) کے ہیں۔ اصطلاح میں غزل شاعری کی وہ قسم ہے جس میں حسن و عشق موضوعات اور تجربات پیش کیے جاتے ہیں۔ غزل کے لہجے میں موسیقی اور ترنم کے عناصر ہوتے ہیں غزل میں مخصوص علامتیں ہوتی ہیں جو غزل کو دوسری اصناف سے ممتاز کرتی ہیں غزل میں حسن و عشق کے ساتھ ساتھ تصوف، اخلاق اور حیات و کائنات کے مضامین بھی ملتے ہیں۔

غزل کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں باقی اشعار کے ہر دوسرے مصرے میں قافیہ موجود ہوتا ہے غزل کا آخری شعر مقطع کہلاتا ہے بشرطیکہ شاعر نے اس میں اپنا تخلص برتا ہو۔

غزل کی ایک انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ہر شعر موضوع کے اعتبار سے مکمل ہوتا ہے اس حوالے سے وہ دوسرے اشعار کا محتاج نہیں ہوتا۔

مطلع

مطلع: مطلع کے لغوی معنی طلوع ہونے ظاہر ہونے کی جگہ یا چاند سورج نکلنے کی جگہ ہیں لیکن شاعری کی اصطلاح میں غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے اس شعر کے دونوں مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

مثلاً میر کا یہ شعر

میرؔ دریا ہے سنے شعر زبانی اس کی

اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اس کی

یہ شعر میر کی غزل کا مطلع ہے۔ اس میں زبانی روانی قافیے ہیں۔ اور دونوں مصرع ہم قافیہ ہیں۔

مقطع

مقطع: مقطع کے لفظی معنی کاٹنے یا ختم ہونے کے ہیں۔ شعری اصطلاح میں اس سے مراد غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص (مختصر نام) استعمال کرے مقطع کہلاتا ہے۔ جیسے غالب لکھتے ہیں۔

میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ

سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

اس میں "اسد" غالب کا تخلص ہے۔

قافیہ

قافیہ: شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہا جاتا ہے۔ ہر شعر میں قافیہ تبدیل ہوتا ہے۔ تاہم ان کی صورت (آواز) ایک جیسی رہتی ہے۔ قافیہ کی جمع قوافی ہے۔ قافیے کی چند مثالیں دیکھیں۔

دلِ ناداں تجھے ہُوا کیا ہے   آخر اس درد کی دوا کیا ہے

ہم ہیں مشتاق اور وہ بے زار   یا الٰہی ! یہ ماجرا کیا ہے

جان تم پر نثار کرتا ہوں   میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے

ان اشعار میں ہوا، دوا، ماجرا اور دُعا قافیے ہیں۔ یہ تمام الفاظ ہم آواز ہیں۔

ردیف

ردیف: ردیف کے لغوی معنی سوار کے پیچھے بیٹھنے والے کے ہیں۔ شعر کے آخر میں آنے والے لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو ردیف کہا جاتا ہے چونکہ یہ لفظ یا الفاظ قافیے کے بعد آتے ہیں اس لئے انہیں ردیف کا نام دیا گیا ہے ہر شعر میں ردیف کا لفظ یا الفاظ ہو بہو دہرائے جاتے ہیں اور ان میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ ردیف کی چند مثالیں دیکھیں:

کوئی امید بر نہیں آتی　　کوئی صورت نظر نہیں آتی

موت کا ایک دن معین ہے　　نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

پہلے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی　　اب کسی بات پر نہیں آتی

ان اشعار میں الفاظ "نہیں آتی" ردیف کی مثالیں ہیں۔ یہ الفاظ بغیر کسی تبدیلی کے ہر شعر میں دہرائے گئے ہیں۔

مبتدا اور خبر کا فرق اور آگاہی

مبتدا اور خبر کا فرق اور آگاہی: اسمیہ جملے کے مسندالیہ کو مبتدا کہتے ہیں جبکہ مسند کو خبر۔ مثالیں دیکھیں۔

(الف) عادل ذہین تھا۔　　(ب) اسلم نالائق ہے۔

(ج) پتھر سخت ہے۔　　(د) لکڑی مضبوط ہے۔

ان مثالوں میں عادل، اسلم، پتھر اور لکڑی مبتدا ہیں۔ جبکہ ذہین، نالائق، سخت اور مضبوط (مسند) خبر۔

روزمرہ اور محاورے کے لحاظ سے غلط فقرات کی درستی

روزمرہ اور محاورے کے لحاظ سے غلط فقرات کی درستی: اہل زبان کی عام بول چال اور روزمرہ کہا جاتا ہے روزمرہ میں الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں جبکہ دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا ایسا مجموعہ ہے جو اپنے غیر حقیقی معنوں میں استعمال ہوتا ہے کسی بھی زبان کو درست بولنے یا لکھنے کے لیے اس کے روزمرہ اور محاورے سے آشنائی ضروری ہے اگر آجائے تو وہ غلط شمار ہوگا ذیل میں ایسی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن میں روزمرہ یا محاورے کی غلطی موجود ہے۔

غلط فقرات	درست فقرات
آج ہم نے میچ کھیلنا ہے	آج ہمیں میچ کھیلنا ہے
اسلم شام کے پانچ بجے اکرم کو ملا	اسلم شام کے پانچ بجے اکرم سے ملا
تم تو نہ پر مچھر نہیں بیٹھنے دیتے	تم تو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے
صاحب کا حکم سر ماتھے پر	صاحب کا حکم سر آنکھوں پر
اگر ممکن ہو سکے تو میرا کام کر دیجیے	اگر ممکن ہو تو میرا کام کر دیجیے
براہ مہربانی فرما کر خط کا جواب جلدی دینا	مہربانی فرما کر خط کا جواب جلدی دینا
وہ تو ہمیشہ بے پر کی سناتی ہے	وہ تو ہمیشہ بے پر کی اڑا آتی ہے
یہ عورت تو آفت کی پرکالا ہے	یہ عورت تو آفت کا پرکالا ہے
میں نے ریلوے کی ٹکٹیں خریدیں	میں نے ریلوے کے ٹکٹ خریدے
بارش سے کمرے کا چھت ٹپکنے لگا	بارش سے کمرے کی چھت ٹپکنے لگی
آج دو آدمیوں میں خوب جنگ ہوا	آج دو آدمیوں میں خوب جنگ ہوئی
بچوں نے مل کر کمرہ میں جھاڑو دیا	بچوں نے مل کر کمرہ میں جھاڑو دی
کوا اور چیل اڑ گیا	کوا اور چیل اڑ گئی
میرا جیب کٹ گیا	میری جیب کٹ گئی
نیکی کا ارادہ اختیار کرو	نیکی کی راہ اختیار کرو
ضد کرنی اچھی نہیں	ضد کرنا اچھا نہیں
میں نے عرض کیا تھا	میں نے عرض کی تھی

برخرداری شائستہ آگئی	برخوردار شائستہ آگئی
عرب انبیاؤں اور اولیاؤں کی سرزمین ہے	عرب انبیاء اور اولیاء کی سرزمین ہے
اس نے گاجر کا مربع کھایا	اس نے گاجر کا مربہ کھایا
قاضی نے فتوا دے دیا	قاضی نے فتوی دے دیا
یہ راستہ شارع عام نہیں ہے	یہ شارع عام نہیں ہے

نخالص گھی آجکل مشکل سے ملتا ہے	خالص گھی آجکل مشکل سے ملتا ہے
شب برات کی رات برکت والی ہے	شب برات برکت والی ہے
یہ سالن بڑا مزا دار ہے	یہ سالن بڑا مزیدار ہے
دیکھنے و سننے میں بڑا فرق ہے	دیکھنے اور سننے میں بڑا فرق ہے
نہ معلوم افراد نے اسے لوٹ لیا	نامعلوم افراد نے اسے لوٹ لیا
میں اس معاملے کی تفتیش کروں گا	میں اس معاملے کی تحقیق کروں گا
آپ کی مزاج کیسی ہے	آپ کا مزاج کیسا ہے
یہ دہی بہت کھٹی ہے	یہ دہی بہت کھٹا ہے
اس کا سانس پھولا ہوا ہے	اس کی سانس پھولی ہوئی ہے
السلام و علیکم	السلام علیکم
ماہ رمضان کا مہینہ بھی آگیا	رمضان کا مہینہ بھی آگیا
برائے مہربانی کر کے بیٹھ جائیں	براہِ مہربانی بیٹھ جائیں
کوہ ہمالیہ پہاڑ بہت اونچا ہے	کوہ ہمالیہ بہت اونچا ہے
وہ بڑا بے پرواہ ہے	وہ بڑا لاپرواہ ہے

یہ پھول آپ کی نظر کرتا ہوں	یہ پھول آپ کی نذر کرتا ہوں
وہ بے ناغہ سکول جاتا ہے	وہ بلاناغہ سکول جاتا ہے
عید اضحی مسلمانوں کا مذہبی تہوار ہے	عید الاضحی مسلمانوں کا مذہبی تہوار ہے
میں نے تمہارا حساب بے باک کردیا	میں نے تمہارا حساب بے باق کردیا
بھوکے کو کھانا کھلانا صواب ہے	بھوکے کو کھانا کھلانا ثواب ہے
نقطہ چینی کرنا بھی کوئی کام ہے	نکتہ چینی کرنا بھی کوئی کام ہے
بے فضول بات مت کرو	فضول بات مت کرو
بچے ماصوم ہوتے ہیں	بچے معصوم ہوتے ہیں
عرض پاک خوبصورت ہے	ارضِ پاک خوبصورت ہے
یہ چیزیں تو سرکہ شُدہ ہیں	یہ چیزیں تو سرقہ شُدہ ہیں
اس کپڑے کا ارض چالیس میٹر ہے	اس کپڑے کا عرض چالیس میٹر ہے
فقیر نے سدا لگائی صدا خوش رہو	فقیر نے صدا لگائی سدا خوش رہو
پیاز میں سرقہ ڈالو	پیاز میں سرکہ ڈالو
اس کا مال و متا بکھر گیا	اس کا مال و متاع بکھر گیا

اس میں آپ کی فلاہ ہے	اس میں آپ کی فلاح ہے
باتل کے سامنے مت جھکو	باطل کے سامنے مت جھکو
اس آم کا ضائقہ ٹھیک نہیں	اس آم کا ذائقہ ٹھیک نہیں
میں آپ کا مشکور ہوں	میں آپ کا شکر گزار ہوں
آپ کا غریب خانہ کہاں ہے	آپ کا دولت خانہ کہاں ہے
کولمبس نے امریکا ایجاد کیا	کولمبس نے امریکا دریافت کیا
وہ آئے روز غیر حاضر رہتا ہے	وہ آئے دن غیر حاضر رہتا ہے
وہ غصہ سے لال سرخ ہو گیا	وہ غصہ سے لال پیلا ہو گیا
شور کی وجہ سے میری نیند کھل گئی	شور کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی

اسلام آباد پاکستان کا دار الخلافہ ہے	اسلام آباد پاکستان کا دار الحکومت ہے
یہ بلکل ٹھیک ہے	یہ بالکل ٹھیک ہے
سرخ سیاہی سے نہ لکھ	سرخ روشنائی سے نہ لکھ
یہ آپ کی کرم نوازی ہے	یہ آپ کی کرم فرمائی ہے
اس پر یہ مثال صادر آتی ہے	اس پر یہ مثال صادق آتی ہے

تمہاری مرض خطرناق ہے	تمہارا مرض خطرناک ہے
اس کی بیوی لڑاکی ہے	اس کی بیوی لڑاکا ہے
وہ صحیح سالم پہنچ گیا	وہ صحیح سلامت پہنچ گیا
چوہے با کثرت مر رہے ہیں	چوہے بکثرت مر رہے ہیں
وہ بہت گالیاں نکالتا ہے	وہ بہت گالیاں دیتا ہے
گائے کے اوپر مضمون لکھو	گائے پر مضمون لکھو
چور کی داڑھی میں چاول کا دانہ	چور کی داڑھی میں تنکا
پاکستان دن بدن ترقی کر رہا ہے	پاکستان روز بروز ترقی کر رہا ہے
ایک انار کئی بیمار	ایک انار سو بیمار
ایک اکیلا دو دس	ایک اکیلا دو گیارہ
آسمان سے گرا درخت میں اٹکا	آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا
اندھا کیا جانے بسنت کا مزا	اندھا کیا جانے بسنت کی بہار
بوڑھی گھوڑی سرخ لگام	بوڑھی گھوڑی لال لگام
عقلمند کی دشمنی سے بے وقوف کی دوستی اچھی	بیوقوف کی دوستی سے عقلمند کی دشمنی اچھی

بے کار سے بیگار بُری	بے کار سے بے گار بھلی
جو گرجتے ہیں وہی برستے ہیں	جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں
چیرو تو بدن میں لہو نہیں	کاٹو تو بدن میں لہو نہیں
دودھ کا دودھ لسی کی لسی	دودھ کا دودھ پانی کا پانی
جورو کا بھائی ایک طرف باقی سارا گھر ایک طرف	ساری خدائی ایک طرف جورو کا بھائی ایک طرف
گھر کا بھیدی لنکا جائے	گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے
یہ منہ اور ماش کی دال	یہ منہ اور مسور کی دال،

مختلف اصناف سخن میں امتیاز

مختلف اصناف سخن میں امتیاز سے مراد اصنافِ نظم اور اصنفِ نثر میں فرق کرنا ہے۔

اصنافِ نظم

1۔ حمد: ایسی نظم جس میں اللہ تعالی کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہو۔ حمد ایک عربی لفظ ہے، جس کے معنی "تعریف" کے ہیں۔ اللہ کی تعریف میں کہی جانے والی نظم کو حمد کہتے ہیں۔

2۔ نعت: پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی مدحت، تعریف و توصیف، شمائل و خصائص کے نظمی اندازِبیاں کو نعت یا نعت خوانی یا نعت گوئی کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں نعت کے لیے لفظ "مدحِ رسول" استعمال ہوتا ہے۔ نعتیں لکھنے والے کو نعت گو شاعر جبکہ نعت پڑھنے والے کو نعت خواں یاثناء خواں بھی کہا جاتا ہے۔

3۔ نظم: نظم سے مراد ایسا صنف سخن ہے جس میں کسی بھی ایک خیال کو مسلسل بیان کیا جاتا ہے نظم میں موضوع اور ہیئت کے حوالے سے کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں اس کی مثال یہ ہے کہ ہمارے ہاں نظمیں مثنوی اور غزل کے انداز میں لکھی گئی ہیں جدید دور میں نظم ارتقائی مراحل سے گزرتے ہوئے آج لئی حالتوں میں تقسیم ہو چکی ہے، جس کی پانچ بنیادی قسمیں ہیں:

1. پابند نظم
2. نظم معراء
3. آزاد نظم
4. نثری نظم
5. یک مصری نظم

4۔ غزل: غزل اس آواز کو کہا جاتا ہے جو ہرن کے گلے سے اس وقت نکلتی ہے جب وہ شیر کے خوف سے بھاگ رہی ہوتی ہے لیکن آج کل اس کے کئی اور بھی مطلب لیے جاتے ہیں اس کا آغاز فارسی زبان سے ہوتا ہے لیکن اس سلسلے میں اس کے عربی زبان سے تعلق سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ عربی صنف قصیدہ میں موجود تشبیب سے ہی غزل کی ابتدا ہوئی۔

غزل کا ایک مطلع ہوتا ہے جس کے دونوں مصرع ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں اس کے بعد غزل کے ہر شعر کا دوسرا مصرع مطلع کے قافیے اور ردیف سے متعلق ہوتا ہے اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور پھر آخری شعر میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے اور اسے مقطع کہا جاتا ہے۔ کلیم الدین احمد نے غزل کو ایک نیم وحشی صنف سخن قرار دیا ہے یعنی غزل کے اشعار میں موضوع کے حوالے سے کوئی ربط نہیں ہوتا اور ہر شعر کا موضوع اور مطلب الگ الگ ہوتا ہے۔

5۔ قصیدہ: لفظ قصیدہ عربی لفظ قصد سے بنا ہے اس کے لغوی معنی قصد(ارادہ) کرنے کے ہیں گویا قصیدے میں شاعر کسی خاص موضوع پر اظہار خیال کرنے کا قصد کرتا ہے اور اس کے دوسرے معنی مغز کے ہیں یعنی قصیدہ اپنے موضوعات و مفاہیم کے اعتبار سے دیگر اصنافِ شعر کے مقابلے میں وہی نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتا ہے جو انسانی جسم و اعضاء میں مغز کو حاصل ہوتی ہے فارسی میں قصیدے کو چامہ بھی کہتے ہیں۔

اردو ادب میں قصیدہ فارسی سے داخل ہوا اردو میں میرزا رفیع سودا اور ابراہیم ذوق جیسے شعرا نے قصیدے کی صنف کو اعلی مقام تک پہنچایا قصیدہ ہیت کے اعتبار سے غزل سے ملتا ہے بحر شروع سے آخر تک ایک ہی

ہوتی ہے پہلے شعر کے دونوں مصرع اور باقی اشعار کے آخری مصرع ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔ مگر قصیدے میں ردیف لازمی نہیں ہے قصیدے کا آغاز مطلع سے ہوتا ہے بعض اوقات درمیان میں بھی مطلعے لائے جاتے ہیں ایک قصیدے میں اشعار کی تعداد کم سے کم پانچ ہے زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر نہیں اردو اور فارسی میں کئی کئی سو اشعار کے قصیدے بھی ملتے ہیں۔

6۔ مرثیہ: مرثیہ عربی لفظ "رثا" سے بنا ہے جس کے معنی مردے کو رونے اور اس کی خوبیاں بیان کرنے کی ہیں یعنی مرنے والے کو رونا اور اس کی خوبیاں بیان کرنا مرثیہ کہلاتا ہے مرثیہ کی صنف عربی سے فارسی اور فارسی سے اردو میں آئی لیکن اردو اور فارسی میں مرثیہ کی صنف زیادہ تر اہل بیت یا واقعہ کربلا کے لیے مخصوص ہے لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سی عظیم شخصیات کے مرثیے لکھے گئے ہیں۔ اردو میں مرثیہ کی ابتدا دکن سے ہوئی دکن میں عادل شاہی اور قطب شاہی سلطنتوں کے بانی امامیہ مذہب کے پیروکار تھے اور وہ اپنے ہاں امام باڑوں میں مرثیہ خوانی کرواتے تھے اردو کا سب سے پہلا مرثیہ گو دکنی شاعر ملا وجہی تھا لکھنؤ میں اس صنف کو مزید ترقی ملی اور میر انیس اور میر دبیر جیسے شعرا نے مرثیہ کو اعلی مقام عطا کیا مرثیہ کا زیادہ استعمال واقعہ کربلا کو بیان کرنے میں ہوتا ہے۔ مرثیہ کے مندرجہ ذیل حصے ہیں۔

1) چہرہ
2) سراپا
3) رخصت
4) آمد
5) رجز
6) جنگ
7) شہادت
8) دعا

7۔ مخمس: ایسی نظم جو پانچ مصرعوں پر مشتمل ہو مخمس کہلاتی ہے۔

8۔ مسدس: ایسی نظم جو چھ مصرعوں پر مشتمل ہو مسدس کہلاتی ہے۔

9۔ رباعی: رباعی عربی کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی چار چار کے ہیں شاعرانہ مضمون میں رباعی اس صنف کا نام ہے جس میں چار مصروں میں ایک مکمل مضمون ادا کیا جاتا ہے رباعی کا وزن مخصوص ہے پہلے دوسرے اور چوتھے مصرع میں قافیہ لانا ضروری ہے تیسرے مصرع میں اگر قافیہ لایا جائے تو کوئی عیب نہیں اس کے موضوعات مقرر نہیں اردو فارسی کے شعرا نے ہرنوع کے خیال کو اس میں سمویا ہے۔ رباعی کے آخری دو مصرعوں خاص کر چوتھے مصرع پر ساری رباعی کا حسن و اثر اور زور کا انحصار ہے چنانچہ علمائے ادب اور فصحائے سخن نے امور کو ضروری قرار دیا ہے۔

اصناف نثر

1۔ مضمون: کسی متعین موضوع پر اپنے خیالات اور جذبات کا تحریری اظہار مضمون ہے مضمون کے لیے موضوع کی کوئی قید نہیں اردو میں سرسید نے مضمون نویسی کا باقاعدہ آغاز کیا رسالے تہذیب الاخلاق میں مضمون نویسی کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔

2۔ ذُو معنی الفاظ کا استعمال:

ذُو معنی الفاظ: کچھ الفاظ ذُو معنی ہوتے ہیں یعنی ایسے الفاظ جن کے دو مفہوم ہوں مثلاً

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تکرار	1۔ جھگڑا 2۔ بار بار	عرض	1۔ گزارش 2۔ چوڑائی
مطلع	1۔ غزل اور قصیدے کا پہلا شعر 2۔ طلوع ہونے کی جگہ	آب	1۔ پانی 2۔ چمک
قلم	1۔ صفائی 2۔ لکھنے کا آلہ	کان	1۔ پودے کی شاخ 2۔ عضو

3۔ ناول: ناول اطالوی زبان کے لفظ Noveela سے نکلا ہے لغت کے اعتبار سے ناول کے معنی نادر اور نئی بات کے ہیں لیکن صنف ادب میں اس کی تعریف بنیادی زندگی کے حقائق بیان کرنا ہے ناول کی اگر جامع تعریف کی جائے تو وہ کچھ یوں ہوگی "ناول ایک نثری قصہ ہے جس میں پوری ایک زندگی بیان کی جاتی ہے" ناول کے عناصر ترکیبی میں کہانی، پلاٹ، کردار، مکالمے، اسلوب اور موضوع وغیرہ شامل ہیں۔

ناول وہ کہانی ہے جس کی بنیاد حقیقی زندگی پر ہوتی ہے اس میں زندگی کا کوئی ایک دور اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ وہ دور اپنے تمام تر رنگوں کے ساتھ موجود ہوتا ہے کہانی کے واقعات کے بہاؤ میں ایک فطری پن ہوتا ہے اس کے کردار گوشت پوست کے انسان ہوتے ہیں جن میں خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور خامیاں بھی کرداروں کے مکالموں کی زبان ان کے مرتبے اور مزاج کے مطابق ہوتی ہے۔

4۔ افسانہ: افسانہ اردو ادب کی نثری صنف ہے لغت کے اعتبار سے افسانہ جھوٹی کہانی کو کہتے ہیں لیکن ادبی اصطلاح میں افسانہ زندگی کے کسی ایک واقعے یا پہلو کی وہ خلاّقانہ اور فنی پیشکش ہے جو عموماً کہانی کی شکل میں پیش کی جاتی ہے ایسی تحریر جس میں اختصار اور ایجاز بنیادی حیثیت رکھتے ہیں وحدتِ تاثر اس کی سب سے اہم خصوصیت ہے ناول زندگی کا کل اور افسانہ زندگی کا ایک جز پیش کرتا ہے جبکہ ناول اور افسانے میں طوالت کا فرق بھی ہے۔

افسانہ ااور کہانی کی دیگر اصناف میں فرق

داستان، ناول، ڈراما اور افسانہ بنیادی طور پر کہانی ہونے کے باوجود تکنیک کے اصول و قواعد کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں داستان میں تخیل اور تصور کی رنگینی، ڈرامے میں کوئی نہ کوئی کشمکش، ناول میں زندگی کی وسعت اور گہرائی اور افسانے میں موضوع کی اقائی، یہ امتیازی اور انفرادی خصوصیات ہیں۔

5۔ ڈراما: ڈراما جس یونانی لفظ سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں" کر کے دکھانا" ڈراما بھی ایک کہانی ہوتی ہے لیکن اسے کرداروں کی حرکات و سکنات اور مکالموں کی مدد سے پیش کیا جاتا ہے چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ڈراما پڑھنے کی چیز نہیں ہے بلکہ پیش کرنے کی چیز ہے اس میں سٹیج، اداکاروں اور مکالموں کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ یوں تو ڈراما سٹیج کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر لکھا جاتا ہے لیکن بعض لوگوں نے ادبی ڈرامے بھی لکھے ہیں۔

6۔ مکالمہ نویسی: مکالمہ دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کی باہمی بات چیت کو کہتے ہیں اس بات چیت یا گفتگو کے کئی پہلو ہوتے ہیں اسی گفتگو سے ہم ایک دوسرے تک اپنے دل کی بات پہنچاتے ہیں اور ایک دوسرے لے خیالات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ مکالمہ زبانی بھی ہوتا ہے اور تحریری بھی اسی سے ایک دوسرے کے جوہر و کردار کا پتا چلتا ہے اور کسی کردار کی شخصیت کھل

کر سامنے آتی ہے۔ یہی مکالمات ڈراما، ناول اور افسانے کی جان ہیں انہی کی کامیابی سے ناول، افسانہ اور قلم وغیرہ کی کامیابی کی شہرت پھیلتی ہے اور انہی سے ہم ایک دوسرے کی قدر و قیمت کا اندازہ کرتے ہیں۔

مختلف اندازِبیاں (ادبی، صحافتی، دفتری، قانونی، تکنیکی) میں امتیاز کرنا

مختلف اندازِبیاں (ادبی، صحافتی، دفتری، قانونی، تکنیکی) میں امتیاز کرنا:

جملوں پر غور کیجئے:

(الف) پاکستان کو 2000 میگاواٹ بجلی کی کمی کا سامنا ہے۔

(ب) چٹھی نمبری 215/ای کے تحت، علی کی خدمات محکمہ تعلیم کے سپرد کی جاتی ہیں۔

(ج) قرار دیا جاتا ہے کہ فلاں ابن فلاں تعزیرات پاکستان دفعہ کے تحت فلاں جرم کا مرتکب ہوا ہے۔

(د) کمپیوٹر کا ہاڈویئر اس کا دماغ اور سافٹ ویئر اس کا ذہن ہے۔

(ہ) اگر تیرا قول صادق ہے تو شہد فائق ہے، ورنہ تھوک دینے کے لائق ہے۔

آپ نے غور کیا کہ یہ پانچ جملے اردو زبان میں ہونے کے باوجود اپنے لہجے، تیور، اسلوب اور لفظوں کے انتخاب کے اعتبار سے مختلف ہیں اختلاف کا سبب ایک طرف وہ بات یا مفہوم ہے جسے اظہار میں لانا مقصود ہے اور دوسری طرف وہ حقیقی یا فرضی سامعین/ کارئین ہیں جن تک بات پہنچانا مقصود ہے گویا مافی الضمیر اور مخاطبین کو لحاظ میں رکھ کر مخصوص پیرایہ اظہار کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ پہلا جملہ کسی اخبار کی خبر ہے اس لیے اسے صحافتی قرار دیا جاسکتا ہے صحافتی پیرایہ بیان سادہ ہوتا ہے کہ اخبار کے قارئین میں ہر طرح کے اور ہر ذہنی سطح کے لوگ ہوتے ہیں دوسرا جملہ دفتری زبان کا ہے دفتری زبان کی مخصوص اصطلاحات ہوتی ہیں جنہیں دفتر سے متعلق لوگ سمجھتے ہیں تیسرا جملہ قانونی اور عدالتی زبان کا ہے قانون اور عدالت کی مخصوص زبان ہوتی ہے مخصوص لفظیات

اور اصطلاحات ہوتی ہیں جن کے مفاہیم و مطالب طے شدہ ہوتے ہیں اور ابہام سے یکسر پاک ہوتے ہیں۔ چوتھا جملہ تکنیکی زبان کا ہے ہر شعبہ علم کی خاص زبان ہوتی ہے طِب، انجینئرنگ، کامرس، طبیعات، حیاتیات، فلکیات، ان سب کی جُدا جُدا زبان ہے اور ہر ایک کی الگ الگ اصطلاحات ہیں جنہیں متعلقہ شعبہ علم کے اساتذہ، طلبہ اور دیگر متعلقین ہی سمجھتے ہیں۔

غور کریں تو آخری جملہ، دیگر تمام جملوں سے مختلف ہے دیگر جملوں کے مفہوم میں قطعیت اور کامل وضاحت ہے مگر آخری جملے میں ہلکا سا ابہام ہے۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ باقی جملوں میں ایک قسم کا سپاٹ پن ہے لیکن آخری جملے میں ایک طرح کا حُسن موجود ہے پہلے چاروں جملوں میں براہِ راست بات.بیان کی گئی ہے مگر آخری جملے میں اظہار بالواسطہ ہے جملے میں ابہام اور حسن بالواسطہ اظہار سے ہی پیدا ہوا ہے۔ لہذا ادبی پیرایہ .بیان میں ابہام اور حسن ہوتا ہے اس لئے کہ ادبی اظہار میں خیال اور جذبہ دونوں ہوتے ہیں مگر صحافتی، دفتری، قانونی اور تکنیکی بیان میں صرف خیال اور معلومات ہوتی ہیں خیال میں قطعیت جبکہ جذبے میں ایک قسم کی دُھند اور ابہام ہوتا ہے۔

مرکب ناقص اور مرکب تام میں فرق

مرکب ناقص اور مرکب تام میں فرق:

دو یا دو سے زیادہ لفظوں کے مجموعے کو مرکب کہتے ہیں۔ مرکب کی دو بڑی قسمیں ہیں۔

(الف) مرکب ناقص (ب) مرکب تام

مرکب ناقص:

دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا ایسا مجموعہ جو پورا مفہوم ادا نہ کرے اور سننے والے پر اس کا مطلب واضح نہ ہو۔

مثالیں دیکھئے:

(الف) میرا بھائی (ب) کرسی پر

(ج) چار آم (د) مضبوط دیوار

(ہ) قیمتی گھڑی وغیرہ۔

مرکب تام: دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا ایسا مجموعہ جو پورا مفہوم ادا کرے اور سننے والے پر اس کا مطلب اچھی طرح واضح ہو۔ مرکب تام کو جملہ بھی کہتے ہیں۔ مثالیں دیکھئے:

(الف) میرا بھائی بیمار ہے۔

(ب) وہ کرسی پر بیٹھا تھا۔

(ج) میں نے چار آم خریدے۔

(د) یہ کرسی بڑی مضبوط ہے۔

(ہ) اسلم نے ایک قیمتی گھڑی چرائی۔

روزمرہ

روزمرہ: اگر کلام اہل زبان کے اسلوب بیان کے مطابق ہو تو روزمرہ کہلاتا ہے۔ مثلاً دو چار اور آٹھ دس بلا علف و اضافت کے بولے جاتے ہیں جو اہل زبان کے اسلوب بیان کے مطابق ہیں مثلاً زندگی دو چار دن کیا ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ زندگی دو اور چار دن کی ہے۔ اسی طرح "میں دن مدرسے جاتا ہوں "غلط ہے اور روزمرہ نہیں ہے کیونکہ اہل زبان اس جملے کو اسطرح بولتے ہیں۔ "میں روز مدرسے جاتا ہوں"۔ یہاں دن کی بجائے روز بولا گیا ہے۔ کیونکہ اہل زبان اسی طرح بولتے ہیں۔

اسم کی اقسام

ا۔ اسم جامد: اسم جامد وہ اسم ہے جو نہ خود کسی کام سے بنا ہو اور نہ اس سے کوئی دوسرا اسم بنے جیسے اینٹ۔ پہاڑ۔ چٹان وغیرہ

۲۔ اسم مصدر: اسم مصدر وہ اسم ہے جو خود تو کسی سے نہ بنے لیکن اس سے بہت سے اسم اور فعل بنیں۔ جیسے پڑھنا سے پڑھا۔ اُردو زبان میں "نا" مصدر کی علامت ہے۔ مثلا سُونا، جاگنا، کھانا، پینا وغیرہ

۳۔ اسم مشتق: وہ اسم ہے جو خود تو مصدر وغیرہ سے ہے لیکن اس سے پھر کوئی لفظ نہ بنے۔ جیسے پڑھنا سے پڑھنے والا۔ لکھا ہوا۔ ساہوا وغیرہ

۴۔ اسم ضمیر: وہ اسم جو کسی دوسرے اسم کی جگہ استعمال ہو۔ ہے "اسلم اچھا لڑکا ہے، وہ بہت محنتی ہے" اس میں وہ اسلم کی جگہ استعمال ہوا اسی لیے اسم ضمیر ہے۔

اسم ضمیر کی قسمیں

i) ضمیر فاعلی: وہ ضمیر جو کسی کا فاعل بنے۔ جیسے وہ، اس، انہوں، تو، تم، میں، ہم

ii) ضمیر مفعولی: وہ ضمیر جو مفعول کی جگہ استعمال ہوتی ہو۔ سے۔ نہیں۔ مجھے نہیں رکھے ہیں۔

iii) ضمیر اضافی: وہ مضاف الیہ بن کر استعمال ہو۔

جیسے۔ اُس کو۔ اُن کو۔ تیرا۔ تیری۔ تمہارا۔ تمہاری۔ میرا۔ میری۔ ہمارا۔ ہماری

۵۔ اسم منو صول: وہ اسم جسے جملے کے ساتھ لگائے بغیر وضاحت نہ ہو یعنی اُس کا مفہوم سمجھ میں نہ آئے۔ مثلاً جو۔ جس۔ جسے وغیرہ جو محنت کرے گا کامیابی حاصل کرے گا۔

اسم اشارہ: اسم اشارہ سے مراد وہ اسم ہے جس کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے۔ مثلاًیہ، وہ۔ وغیرہ

زمانے کے لحاظ سے فعل کی اقسام

فعل: فعل وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا زمانے کے لحاظ سے ہو مثلاً اسلم نے رسالہ پڑھا۔ فعل کا تعلق زمانے کے ساتھ ہے اور زمانہ تین قسم کا ہے۔ حال (موجودہ)۔ ماضی (گذرا ہوا)۔ مستقبل (آنے والا وقت)

زمانے کے لحاظ سے فعل کی اقسام

۱۔ فعل ماضی: وہ فعل جس سے گزرے ہوئے زمانے میں کسی کام کا کرنا ہونا سہانا پایا جائے۔ جیسے احمد نے کتاب پڑھی۔ اسلم کھیلتا تھا۔ ندیم پڑھ رہا تھا وغیرہ

۲۔ فعل حال: وہ فعل جس سے موجودہ زمانے میں کسی کام کا کرنا ہونا سہانا پایا جائے۔ جیسے افضل کھانا کھاتا ہے۔ احسن سائیکل چلا رہا ہے۔ ماہ نور پڑھتی ہے۔

۳۔ فعل مستقبل: وہ فعل جو آنے والے زمانے میں کسی کام کا کرنا ہونا ظاہر کرے جیسے۔ افضل خط لکھے گا۔ احمد میٹرک کا امتحان دے گا۔ ندیم کرکٹ کھیلنے جا رہا ہو گا۔ وغیرہ

حرف کی اقسام

حرف: ایسا کلمہ جو اکیلا تو کوئی واضح معنی نہ دے۔ لیکن جملے میں الفاظ کے باہمی ربط کے کام آئے۔ جیسے "اسلم

گھر میں ہے" اس جملے میں لفظوں کا تعلق "میں" کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو جملہ بے جوڑ ہو جائے۔

حرف جار: وہ حرف ہے جو فعل کا تعلق فاعل کے ساتھ اور اسم کا خبر کے ساتھ تعلق پیدا کرے ۔ اسے حرف جار کہتے ہیں۔ مثلاً میں۔ سے ۔ تک۔ اوپر ۔ ۔۔لیے وغیرہ

حرف عطف : وہ حرف ہے جو دو اسموں یا دو جملوں کو آپس میں ملا دے مثلا قلم ،دوات حرف عطف ہے۔ اسلم آیا اور کرکٹ کھیل کر چلا گیا۔ اس جملے میں " اور " حرف عطف ہے۔---------

حرف اضافت : وہ حروف جو دو اسموں کا آپس میں تعلق پیدا کریں۔ مثلا کا ۔ کے۔ کی وغیرہ